حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

# ساحر لدھیانوی کی شاعری کا تانیثی تناظر

**ڈاکٹر عائشہ مقصود**
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

**Abstract:**

Sahir Ludhianvi was a renowned Urdu poet and film lyricist who wrote in the 20th century India. He was known for his progressive and revolutionary views, his humanism, and his artistic excellence. His poetry reflects his deep concern for the socio-political issues of his time, such as poverty, oppression, war, and injustice. He also wrote about love, romance, and beauty, but with a realistic and sometimes cynical tone. Sahir was a part of the Progressive Writers' Movement, who advocated for social justice, secularism, and humanism. They opposed the feudal, capitalist, and imperialist systems, and supported the rights of the workers, peasants, women, and minorities.

Sahir Ludhianvi equally tries to unmask the hypocrisy open brutality, filth and hollowness hidden within it. In an economically uneven society, most of the people spend their entire lives preparing for living. If there is economic discrimination in the society, women are subjected to emotional and emotional exploitation. This gap between relations becomes an unbridgeable gulf. This tragedy can be seen in Sahir Ludhianvi's poems. From this point of view, Sahir Ludhianvi has fulfilled the duty of the moment by choosing the subject of exploitation of women

**Keyword:** Urdu Poetry, Progressive, Secularism, Feminism, Progressive Writers

قدیم زمانے کی شاعری، داستانوں، قصوں، تمثیلوں اور لوک کہانیوں میں عورت کو بے وفا، فریبی اور نفس پرست دکھایا گیا ہے۔ الف لیلہ، بہار دانش، قصہ چہار درویش، چاسر اور بالزاک وغیرہ کی کہانیوں میں عورتوں کی مکاری کا ذکر مزے لے لے کر کیا گیا ہے۔ شاید ان شاعروں اور قصہ نویسوں کو اس بات کا مطلق احساس نہیں تھا کہ عورت کے اخلاق پست کرنے میں خود مرد کا ہاتھ ہے۔ عورت پر مکر و فریب اور بے وفائی کا الزام لگانے میں فلاسفر، فنکار، ادیب، تمثیل نگار، مصلحینِ اخلاق، مقنن اور شاعر برابر کے شریک ہیں۔(۱) عورت اس قعرِ مذلت میں کیسے گری اس کا عمرانی پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ سماجی زندگی جو ہمیشہ سے تغیر پذیر رہی ہے۔ ان تغیرات کے اسباب میں ایک اہم سبب یا عامل وسائل پیداوار کا تبدیل ہونا بھی ہے۔ علم الانسان کے طلباء متفقہ طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ عورت پر مرد کی سیادت و برتری کا آغاز زرعی انقلاب کے بعد ہوا۔ انسانی معاشرہ اپنی ابتدائی صورت میں مادری تھا، یعنی عورت کو مرد پر سیادت اور فوقیت حاصل تھی۔ بچے ماں کی نسبت سے پہچانے جاتے تھے اور املاک کا ورثہ ماں کی طرف سے بچوں کو ملتا تھا۔ یہ صورت احوال زرعی انقلاب کے بعد بدل گئی جب معاشرے کا اساسی اصول پدری بن گیا تو عورت کی زبوں حالی اور ذلت کا آغاز ہوا اور اسے بھیڑ بکری اور گائے بیل کی طرح ذاتی املاک اور بکاؤ مال سمجھا جانے لگا۔(۲) بادشاہوں اور امراء کے حرم میں دل بہلانے کی خاطر سیکڑوں کی تعداد میں کنیزوں اور لونڈیوں کی صورت میں عورتیں جمع کی جانے لگیں۔ دور کیوں جایئے عہد مغلیہ میں برصغیر پاک و ہند میں اس نوعیت کے کئی مناظر تاریخ میں محفوظ ہیں۔ ہمایوں نامہ میں گل بدن بیگم شاہی محل کا حال اس طرح بیان کرتی ہیں کہ محل میں شاہی خواتین کی تفریح کا باعث موسیقی و رقص ہوا کرتے تھے۔ اس لیے ہر ملکہ اور شہزادی نے بھی اپنی خدمت میں علاحدہ رقاصاؤں اور گانے والیوں کو ملازم رکھا ہوا تھا۔(۳) اکبر بادشاہ نے مختلف قبائل کو اپنے ساتھ رکھنے کے لیے بلا تخصیص مذہب و ملت بہت سے عورتوں کو حرم میں شامل کر رکھا تھا۔ یہی حال اکبر کے امراء کا تھا۔ صاحب مآثرالامراء لکھتا ہے کہ راجہ مان سنگھ ایک ہزار سے زیادہ عورتیں رکھتا تھا۔(۴) عہد جہانگیری کے بارے میں بنی پرشاد لکھتا ہے کہ بعض امراء اپنے محل میں سب سی عورتیں جمع کر لیتے تھے، جیسے مرزا عزیز کوکہ جس کی ایک ہزار پانچ سو بیگمات تھیں۔(۵) شاہجہان کے بارے میں گستاولی بان لکھتا ہے کہ اس کے حرم میں دو ہزار عورتیں تھیں لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس تعداد کو وہ کافی نہیں سمجھتے تھے جو ہمیشہ اپنے امراء کی بیبیوں کے جو یا رہتے تھے۔(۶) علیٰ ھذاالقیاس بعد میں تو حالات خراب سے خراب تر ہوتے گئے۔ ساحر لدھیانوی عورت کے استحصال کو تاریخی تناظر میں دیکھتا ہے " نور جہاں" اس عورت کی مظلومیت کا استعارہ ہے جو ہزاروں سال سے استحصال کا شکار ہے۔

پہلوئے شاہ میں یہ دخترِ جمہور کی قبر
کتنے گم گشتہ فسانوں کا پتہ دیتی ہے
کتنے خوں ریز حقائق سے اٹھاتی ہے نقاب
کتنی کچلی ہوئی جانوں کا پتہ دیتی ہے
کیسے مغرور شہنشاہوں کی تسکین کے لیے
سالہا سال حسیناؤں کے بازار لگے
کیسے بہکی ہوئی نظروں کے تعیش کے لیے
سرخ محلوں میں جواں جسموں کے انبار لگے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

(نور جہاں کے مزار پر)(۷)

عورت کے استحصال کی ایک صورت جسم فروشی کے حوالے سے بھی رہی ہے۔تاریخی اعتبار سے اس کی ابتداء دھرتی دیویوں کے معبدوں سے ہوئی۔ جہاں سینکڑوں دیوں داسیاں رکھی جاتی تھی جن کی کمائی پروہتوں کی جیب میں جاتی تھی۔ یہ مقدس کاروبار صدیوں تک جاری رہا حتیٰ کہ کاروباری لوگ اسے معبدوں سے باہر لے گئے اور جابجا قحبہ خانے کھول دیے۔ساحرلدھیانوی معاشرے کی ریاکاریوں کا نقاب الٹنے اور اس کے اندر چھپی ہوئی بے رحمی، غلاظت اور کھوکھلے پن کا پول کھولنے کی برابر کوشش کرتا ہے "چکلے" جیسی نظم عورت کی حالت زار کی بھرپور تصویر کشی ہی نہیں معاشرے کے خلاف ایک جرات مندانہ للکار بھی ہے جو معاشرے کے منافقانہ لبادے کو تار تار کرتی ہے۔

مدد چاہتی ہے یہ حوا کی بیٹی

یشودھا کی ہم جنس رادھا کی بیٹی

پیمبر کی امت، ذلیخا کی بیٹی

ثناخوانِ تقدیسِ مشرق کہاں ہیں؟

بلاؤ خدایانِ دیں کو بلاؤ

یہ کوچے یہ منظر یہ گلیاں دکھاؤ

ثناخوانِ تقدیسِ مشرق کو لاؤ

ثناخوانِ تقدیسِ مشرق کہاں ہیں؟

(چکلے)(۸)

ساحرلدھیانوی نے ثناخوان تقدیس مشرق کو جس طرح آواز دی ہے اس کی مثال اردو شاعری میں عنقا ہے۔اس ضمن میں کیفی اعظمی کی رائے بھی دیکھتے ہیں۔

"چکلے میں ساحر کی غیرت اس کی روح، اس کے احساس کی تلملاہٹ بلندی کے انتہائی نقطہ پر نظر آتی ہے میں یہ نظم پڑھتا ہوں تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ساحر نے نہ جانے کس احساس کی شدت کے ساتھ یہ نظم لکھی ہے۔ان کے لہجے کی مخصوص افسردگی بیاں ایک بے پناہ بہاؤ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔"(۹)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

معاشی سطح پر ناہموار معاشرے میں لوگوں کی اکثریت زندگی گزارنے کی تیاریوں میں ساری زندگی بسر کر دیتی ہے۔ بعض اوقات اپنے وجود کو باقی رکھنے کی خاطر انسان کو انسانی سطح سے گرنا پڑتا ہے ۔ انسان کے پائے استقامت میں لغزش آجاتی ہے ۔حضور پاکؐ کا ارشاد ہے کہ "مفلسی انسان کو کفر کی طرف لے جاتی ہے "مفلسی کے باعث انسان تنہا اور بے سہارا رہ جاتا ہے۔جناب امیر کا کہنا ہے کہ مفلس اپنے وطن میں بھی پر دیسی ہوتا ہے یہی مفلسی عورت کو گھر سے بازار میں لا بٹھاتی ہے ساحر لدھیانوی کی نظموں "سرزمین یاس"،"صبح نوروز"،"اجنبی محافظ"،"آج اور کل" اور" گریز"میں اس اجمال کی تفصیل کو دیکھا جا سکتا ہے کہ غریب دہقاں زادی کو چند رپوں کے عوض بکاؤ مال بنا دیا جاتا ہے۔

وہ گاؤں کی ہم جولیاں مفلوک دہقاں زادیاں
جو دست فرط یاس سے اور یورش افلاک سے
عصمت لٹا کر رہ گئیں خود کو گنوا کر رہ گئیں
غم گیں جوانی بن گئیں رسوا کہانی بن گئیں

(سرزمین یاس)(۱۰)

نکلی اک بنگلے کے در سے
اک مفلس دہقان کی بیٹی افسردہ مرجھائی ہوئی سی
جسم کے دکھتے جوڑ دباتی مٹھی میں اک نوٹ دبائے
جشن مناؤ سال نو کے

(صبح نوروز)(۱۱)

اجنبی دیس کے مضبوط گرانڈیل جواں
منہ میں سگریٹ لیے ہاتھوں میں برانڈی کے گلاس
جیب میں نقرئی سکوں کی کھنک
بھوکے دہقانوں کے ماتھے کا عرق
رات کو جس کے عوض بکتا ہے
کسی افلاس کی ماری کا تقدس۔۔یعنی

کسی دوشیزہ مجبور کی عصمت کا غرور

محفلِ عیش کے گونجے ہوئے ایوانوں میں

اونچے ہوٹل کے شبستانوں میں

(اجنبی محافظ)(۱۲)

بوڑھے دہقانوں کے گھر بنئے کی قرقی آئے گی

اور قرضے کے سود میں کوئی گوری بیچی جائے گی

(آج اور کل)(۱۳)

کہاں تلک کوئی زندہ حقیقتوں سے بچے

کہاں تلک کرے چھپ چھپ کے نغمہ پیرائی

وہ دیکھ سامنے کے پر شکوہ ایواں سے

کسی کرائے کی لڑکی کی چیخ ٹکرائی

وہ پھر بکی کسی مجبور کی جواں بیٹی

وہ پھر جھکا کسی در پر غرورِ برنائی

(گریز)(۱۴)

جنگوں میں صرف مرد ہی لقمہ اجل نہیں بنتے بلکہ عورت بھی استحصال کی ایک مکروہ صورت حال سے دوچار ہوتی ہے۔لڑائی افراد کے درمیان میں ہوتی ہے تاوان میں عورت کو "ونی" کر دیا جاتا ہے۔قبائل کی لڑائی کے نتیجے میں عورت کو کنیز بنایا جانا تو صدیوں تک رائج رہا۔بیسویں صدی کی دو عظیم جنگیں،ویتنام میں امریکا کی فوجی مداخلت،ایران، عراق،جنگ وسطی ایشیا کی خود مختاری کی لڑائی، ظلم کا نشانہ بالخصوص عورت بنتی رہی ہے۔ساحر لدھیانوی جنگ کی ہولناکیوں کے مناظر میں عورت کی مقہوری و مجبوری کو دیکھتا ہے۔

حقیقت یہ ہے سورج کے لہو میں لتھڑی ہوئی وہ شام ہے اب تک یاد مجھے

چاہت کے سنہرے خوابوں کا انجام ہے اب تک یاد مجھے

اس شام مجھے معلوم ہوا کھیتوں کی طرح اس دنیا میں

سہمی ہوئی دوشیزاؤں کی مسکان بھی بیچی جاتی ہے

اس شام مجھے معلوم ہوا اس کارگہ زرداری میں

وہ بھولی بھالی روحوں کی پہچان بھی بیچی جاتی ہے

اس شام مجھے معلوم ہوا جب باپ کی کھیتی چھن جائے

ممتا کے سنہرے خوابوں کی انمول نشانی بکتی ہے

اس شام مجھے معلوم ہوا جب بھائی جنگ میں کام آئیں

سرمائے کے قحبہ خانے میں بہنوں کی جوانی بکتی ہے

(پرچھائیاں )(۱۵)

معاشرے میں معاشی تفریق موجود ہو تو عورت جذبہ و احساس کے حوالے سے استحصال کا نشانہ بنتی ہے۔ رشتوں ناطوں کے درمیان یہ فرق ناقابل عبور خلیج بن جاتا ہے۔ ساحر لدھیانوی کی نظم "شاہکار" میں اس المیے کو دیکھا یا جاسکتا ہے۔

مصور! میں ترا شہکار واپس کرنے آیا ہوں

اب ان رنگین رخساروں میں تھوڑی زردیاں بھر دے

حجاب آلود نظروں میں ذرا بے باکیاں بھر دے

لبوں کی بھیگی بھیگی سلوٹوں کو مضحل کر دے

نمایاں رنگ پیشانی پہ سوز دل کر دے

(شاہکار)(۱۶)

تو مری جان! مجھے حیرت و حسرت سے نہ دیکھ

ہم میں کوئی بھی جہاں نور و جہاں گیر نہیں

تو مجھے چھوڑ کے، ٹھکرا کے بھی جاسکتی ہے

ترے ہاتھوں میں مرے ہاتھ ہیں زنجیر نہیں

(نور جہاں کے مزار پر )(۱۷)

1975ء میں میکسیکو میں عورتوں کی پہلی عالمی کانگرس منعقد ہوئی تھی۔ جس میں عورتوں نے یہ نعرہ دیا کہ "ہمیں نوکری نہیں عزت چاہیے" یہ تانیثیت کی تحریک کا ایک اہم موڑ تھا۔(۱۸) تانیثیت کی تحریک کے حوالے سے اردو شاعری میں عورتوں کے

استحصال کے خلاف احتجاج اور ان کے حقوق کے لیے بلند ہونے والی ابتدائی آوازوں میں ساحر لدھیانوی کی توانا آواز میں شامل ہے اس حوالے سے ساحر کی شاعری کا شمار عظیم یا بڑی شاعری میں نہیں ہوتا۔ یہ نظمیں بڑی نظمیں نہیں لیکن سچی نظمیں ہیں اس لیے اہم ہیں۔ ایک تخلیق کار کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ ایسے ادب کو تخلیق کرے جو مستقل کی صدیوں کے لیے ہو۔ اسے ایسے ادب کی تخلیق پر بھی قدرت ہونی چاہیے جو لمحہ موجود کے لیے ہو۔ اس اعتبار سے ساحر لدھیانوی نے عورت کے استحصال کے موضوع کو منتخب کر کے لمحہ موجود کا فرض ادا کیا ہے۔

## حوالہ جات


۱۔ علی عباس جلالپوری، خرد نامہ جلالپوری، تخلیقات، لاہور، ۲۰۰۰ء، صفحہ ۱۹۶

۲۔ علی عباس جلالپوری، عام فکری مغالطے تخلیقات، لاہور، ۲۰۰۸ء، صفحہ ۱۶۱

۳۔ گل بدن بیگم، ہمایوں نامہ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۲ء، صفحہ ۷۷

۴۔ صمصام الدولہ، مآثر الامراء، مرکزی اردو بورڈ لاہور، ۱۹۷۰ء، صفحہ ۱۱۶

۵۔ بینی پرشاد، تاریخ جہانگیر (مترجم علی الہاشمی)، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۸۴ء، صفحہ ۳۵

۶۔ گستاولی بان، تمدن ہند مترجم علی بلگرامی، مقبول اکیڈمی، لاہور، س۔ن۔ صفحہ ۳۲۱

۷۔ ساحر لدھیانوی، کلیات ساحر، کتابی دنیا، دہلی، ۲۰۰۶ء، صفحہ ۶۵

۸۔ ساحر لدھیانوی، کلیات ساحر، کتابی دنیا، دہلی، ۲۰۰۶ء، صفحہ ۱۳۷

۹۔ کیفی اعظمی، مقالہ، میرا ہم عمر میرا ساتھی (مشمولہ ساحر سارے سخن) گوشہ ادب، کوئٹہ، ۱۹۸۲ء، صفحہ ۵۷۹

۱۰۔ ساحر لدھیانوی، کلیات ساحر، کتابی دنیا، دہلی، ۲۰۰۶ء، صفحہ ۳۵

۱۱۔ ساحر لدھیانوی، کلیات ساحر، کتابی دنیا، دہلی، ۲۰۰۶ء، صفحہ ۵۶، ۵۷

۱۲۔ ساحر لدھیانوی، کلیات ساحر، کتابی دنیا، دہلی، ۲۰۰۶ء، صفحہ ۷۳، ۷۴

۱۳۔ ساحر لدھیانوی، کلیات ساحر، کتابی دنیا، دہلی، ۲۰۰۶ء، صفحہ ۹۱

۱۴۔ ساحر لدھیانوی، کلیات ساحر، کتابی دنیا، دہلی، ۲۰۰۶ء، صفحہ ۵۹، ۶۰

۱۵۔ ساحر لدھیانوی، کلیات ساحر، کتابی دنیا، دہلی، ۲۰۰۶ء، صفحہ ۱۷۷، ۱۷۸

۱۶۔ ساحر لدھیانوی، کلیات ساحر، کتابی دنیا، دہلی، ۲۰۰۶ء، صفحہ ۲۵

۱۷۔ ساحر لدھیانوی، کلیات ساحر، کتابی دنیا، دہلی، ۲۰۰۶ء، صفحہ ۱۱۴

۱۸۔ ثمینہ ندیم، مقالہ اردو میں تانیثی تنقید شمولدر ادی ۲۰۰۸ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور صفحہ ۱۳۷